مشاہدات۔659

ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7منٹ

سادگی، قناعت اور زُہد

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:65)

کہ یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔کاش کہ وہ جانتے۔

یاد ہیں لوگ قناعت کی قبا اوڑھے ہوئے
زرد موسم میں بھی شاداب ہوا کرتے تھے
فاتحہ پڑھ کے مبارک میں بہت رویا آج
آہ کیا پھول سے احباب ہوا کرتے تھے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔سادگی، قناعت اور زُہد۔

نفس کو بے جا خواہشات سے روکنے اور کم سے کم سامانِ دنیا سے گزر بسر کرنے کو سادگی اور قناعت کہتے ہیں۔انسان کی خواہشات کا سلسلہ تو لا متناہی ہے لیکن اگر خوراک، لباس اور سامانِ زندگی، رہن سہن میں سادگی کو اپنایا جائے تو زندگی میں راحت ہی راحت ہے۔

اسلامی تعلیم کی یہ خوبصورتی ہے کہ اُس میں حُسنِ معاشرت کے ہر پہلو کو بڑے خوبصورت انداز میں سمجھایا گیا ہے۔"اسلام" نے زندگی کے ہر معاملے میں واضح اصول پیش کئے ہیں۔ حسین اور پُر سکون زندگی گزارنے کے طریقے اور سلیقے بیان فرمائے ہیں۔اسلام میں جس طرح عبادات اور معاملات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی طرح یہ حسنِ اخلاق، تعمیرِ شخصیت اور کردار سازی کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ دین کا بنیادی ماخذ قرآن کریم رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور کردار سازی کا بنیادی منشور ہے۔یہ وہ کتابِ ہدایت ہے جس نے انسانیت کی راہنمائی کرتے ہوئے اُسے اخلاق اور کردار سازی کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

سامعین! سادگی و قناعت اسلامی تہذیب کا جوہر ہے۔قناعت و سادگی ایسا عمدہ وصف ہے جس کے ذریعہ انسان انتہائی مشکل اور کٹھن حالات میں بھی گزارہ کرکے اپنے پروردگار کا قرب حاصل کرکے خوش و خرم زندگی گزار سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لئے بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:22)

کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔

پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کسی باب کو کھول کر دیکھ لیں، ہر جگہ ایک عجیب ایمان افروز داستان ہے جو ہمیشہ جاری و ساری نظر آتی ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ قرآنِ شریف کی پاکیزہ تعلیم کے عین مطابق تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک حسین پہلو سادگی، مسکینی اور قناعت بھی تھا۔جس کی آپؐ نے ہمیں تعلیم دی اور اپنے عمل سے مثالیں بھی قائم فرمائیں۔اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (صٓ:87) کہ اے نبی! تو کہہ دے کہ مَیں تکلّف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔یہ خود خدائے عالم الغیب کی گواہی ہے جو نبی کریمؐ کے تکلف اور تصنّع سے پاک سچے اخلاق کی تصدیق کر رہی ہے۔اس سے بڑھ کر کوئی گواہی نہیں ہو سکتی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاداتِ عالیہ کے ذریعے دنیا کی بے ثباتی واضح کی، آخرت کی طلبی کا جذبہ اُبھارا اور مال و دولت سے بے نیازی، اسبابِ دنیا سے بے پروائی، فقر و فاقہ اور زہد و قناعت کا عملی نمونہ پیش کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا اصل راز آپؐ کی قناعت میں مضمر تھا۔ جس کی قرآن شریف میں آپؐ کو تعلیم دی گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے۔ اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔

(ترمذی کتاب الزھد باب فی الزھادۃ فی الدنیا)

آئیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرّہ زندگی میں سادگی کی خوبصورت جھلکیاں دیکھیں۔

آؤ حُسنِ یار کی باتیں کریں
یار کی، دلدار کی باتیں کریں
اک مجسّم خُلق کے قصّے کہیں
احمدؐ مختار کی باتیں کریں
جس کو سب سرکارِ دو عالَمؐ کہیں
ہم اُسی سرکار کی باتیں کریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم میں پیدا ہوئے تھے جو تفاخر میں بہت مشہور تھی، ان کے گھرانوں میں لونڈیوں اور غلاموں کی بھرمار رہتی تھی اور وہ انہیں شان وشوکت کا ذریعہ سمجھتے تھے لیکن باوجود کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہاشم جیسے معزز قبیلہ کے چشم و چراغ تھے پھر بھی آپؐ نے سادگی کو اپنا شیوہ رکھا۔ آپؐ کو دین کی بادشاہت بھی نصیب تھی اور دنیا کی حکومت بھی حاصل تھی مگر پھر بھی آپ اپنی زندگی میں ایسے کفایت شعار اور سادہ تھے۔ اگر آپ چاہتے تو احد کا پہاڑ سونے کی کان بن کر قدموں پر نثار ہو جاتا۔ ایک دنیادار یہ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں کہ کوئی ایسا بادشاہ بھی ہو سکتا ہے۔ آپ کا ایسا کرنا کسی مجبوری یا غربت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ آپ کا خُلقِ عظیم اور سادہ طرزِ حیات تھا کہ شہنشاہ ہونے کے باوجود یہ اسوہ قائم فرمایا۔ آپؐ نے ایسے فقیرانہ انداز میں زندگی گزاری کہ کئی کئی دن تک چولہے سے دھواں نہیں نکلتا تھا، لیکن آپؐ قناعت کے اُس مقام پر تھے کہ لاکھوں روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیتے اور اپنی محتاجی کا کچھ بھی خیال نہیں آتا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ مَیں تو عام مزدور سا آدمی ہوں۔ عام انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہوں۔ آپؐ کی گھریلو زندگی بھی اس پر گواہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھریلو کام کاج میں مدد فرماتے تھے۔ آپؐ کپڑے خود دھو لیتے تھے، گھر میں جھاڑو بھی دے لیا کرتے، خود اونٹ کو باندھتے تھے، اپنے پانی لانے والے جانور اونٹ وغیرہ کو خود چارہ ڈالتے تھے، بکری خود دوھتے، اپنے ذاتی کام خود کر لیتے تھے۔ خادم کے ساتھ اس کی مدد بھی کرتے، اُس کے ساتھ مل کر آٹا بھی گوندھ لیتے، بازار سے اپنا سامان خود اٹھا کر لاتے۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 49)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شام کا کھانا بچا کر صبح کے لئے اور صبح کا کھانا رات کے لئے نہیں رکھتے تھے۔

(الوفا ابن جوزی جلد 2 صفحہ 476)

کھانے میں سادگی اور قناعت کا یہ عالم تھا فرماتے تھے کہ دل کرتا ہے ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن سیر ہو کر کھالوں۔ جس دن بھوکا ہوں اپنے ربّ سے تضرّع اور دعا کروں اور سیر ہو کر اللہ کا شکر بجالاؤں۔

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی الکفاف: 2270)

حضرت عبد اللہؓ بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو دیکھا آپؐ نے روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجور رکھی ہوئی تھی اور فرما رہے تھے یہ کھجور اس روٹی کا سالن ہے۔

(ابوداؤد کتاب الایمان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا اور خوراک و لباس اتنے سادہ تھے کہ اسراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے ساتھ مِل جُل کر کام کرنا پسند تھا۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں خود پتھر ڈھوتے رہے۔ غزوۂ خندق میں خود کھدائی کرنے اور مٹی اٹھانے میں شامل ہوئے۔

(بخاری کتاب المغازی)

سامعین! آپؐ نے فراخی اور بادشاہی کا زمانہ بھی دیکھا مگر آپؐ کی سادگی میں کوئی تغیّر نہ آیا۔ کوئی بارگاہ نہیں بنوائی۔ کوئی شاہانہ لباس تیار نہ کروایا۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ حضرت ابوبردہؓ کو کھدر کی موٹی چادر اور تہ بند نکال کر دکھائی اور بتایا کہ حضورؐ نے بوقت وفات یہ کپڑے پہن رکھے تھے۔

(بخاری کتاب اللباس باب الاکسیۃ)

ایک دفعہ صحابہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، ایک جگہ پر پڑاؤ ہوا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب صحابہ میں کام تقسیم کئے جائیں۔ تعمیلِ ارشاد ہوئی۔ خیمہ لگانے، کھانا پکانے، پانی لانے وغیرہ کے سب کام تقسیم ہوچکے۔ آپؐ نے پوچھا۔ میرے ذمہ کیا کام ہے؟ صحابہ نے عرض کیا حضورؐ! ہم آپؐ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ آپؐ تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں! مَیں بھی کام کروں گا۔ پھر خود ہی فرمایا آگ جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے کا کام ابھی تک کسی کے سپرد نہیں ہوا۔ مَیں یہ کام اپنے ذمّہ لیتا ہوں (مَیں لکڑیاں جمع کروں گا) اور پھر آپؐ اس مقصد کے لئے جنگل میں چلے گئے۔

(شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی جلد4 صفحہ 265)

چنانچہ چشمِ فلک نے یہ روح پرور نظارہ دیکھا کہ بادشاہِ دوجہاں جنگل میں جاتے ہیں اور لکڑیاں چُن کر لاتے ہیں جن سے سب کے لیے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی کی تعلیم پر ہر پہلو سے عمل کرکے دکھایا- رحمان خدا کے اِس عظیم بندے میں سب سے بڑھ کر یہ شان جھلکتی تھی کہ نہ اسراف کی طرف میلان تھا اور نہ بخل کی طرف رجحان، بلکہ ایک کمال شانِ اعتدال تھی- آپؐ نے اپنے عمل سے اُمت کو یہ سبق دیا کہ مَیں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں اور اس بندگی کے اعلیٰ معیار نے ہی مجھے یہ قرب کا مقام عطا فرمایا ہے۔ تم لوگ بھی عاجزی اور سادگی کو اپنائے رکھو تو تمہیں بھی اللہ تعالیٰ قرب کے راستے دکھاتا رہے گا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔
”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری شرعی نبی بناکر مبعوث فرمایا... اس عظیم اعزاز نے آپؐ میں کسی جاہ و جلال کا اظہار پیدا نہیں کیا... بلکہ اس چیز نے آپؐ میں مزید مسکینی، سادگی اور قناعت پیدا کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور شریعت کا اور اس تعلیم کا جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمائی سب سے زیادہ فہم و ادراک آپؐ کو ہی تھا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اگست 2005ء)

سامعین! اب مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دو ارشاد دُرّزریں کے طور پر آپ حاضرین کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔

(رسالۃ قشیریہ باب القناعۃ صفحہ 21)

پھر فرمایا کہ دنیا سے کنارہ کشی کرنا یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرے اور نہ یہ کہ مال ضائع کرے۔ دنیا سے کنارہ کشی کرنا یہ ہے کہ تجھے اس چیز پر زیادہ بھروسہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے بہ نسبت اس کے جو تیرے پاس ہے اور مصیبت کے آنے پر تو اجر کا اس قدر طالب ہو کہ تیری یہ خواہش ہو کہ کاش! یہ مصیبت تیرے ساتھ لگی رہے۔

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی الزھادۃ فی الدنیا)

آپ کی یہ عاجزی اور سادگی ہی تھی جس کی وجہ سے ناواقف نئے آنے والے لوگ جب آتے تھے اور آپؐ مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے تو پہچان نہیں سکتے تھے کیونکہ سادہ اور بے تکلف مجلس ہوا کرتی تھی اور نیا آنے والا شناخت نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ ایسی ہی ایک مجلس کا روایت میں یوں ذکر آتا ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع

میں ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو وہ دوپہر کا وقت تھا۔ دھوپ شدت کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہوئے۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آپؐ کے ہم عمر ہی تھے۔ اہل مدینہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے اکثر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ لوگ آپ کی طرف آنے لگے۔ آپؐ اس قدر سادگی اور عاجزی کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ سب لوگ ابو بکر کو رسول اللہ سمجھنے لگے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ محسوس کیا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور حضورؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا جس سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام تاریخ الھجرۃ)

حضرت فاطمہؓ آپؐ کی لاڈلی بیٹی تھیں چکی چلا چلا کر ان کے ہاتھ دُکھتے تھے مگر حضورؐ نے اُن کی فرمائش پر اُن کو نوکر غلام دینے کے بجائے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم بستروں پر لیٹنے لگو تو 34 دفعہ اللہ اکبر کہو، 33 بار سبحان اللہ اور 33 بار الحمدللہ کہو۔ یہ تمہارے لئے غلام سے بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الذکر باب التسبیح اول النہار وعند النوم)

ایک روایت میں یہ نصیحت یوں درج ہے۔ کہ جب تم بستروں پر لیٹنے لگو تو چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمدللہ کہو- یہ تمہارے لئے نوکر سے بہتر ہے یعنی ان کلمات کی بدولت اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے گا اور اس قسم کے سوال سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔

(مسلم کتاب الذکر باب التسبیح اول النہار و عند النوم)

آپؐ نے اپنی لاڈلی بیٹی کے ہاتھ کے زخموں کو دیکھ کر باپ کی شفقت اور پیار سے مغلوب ہو کر ان کی اس وقت کی وہ ضرورت پوری نہیں کی بلکہ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ یہ دنیا کی چیزیں عارضی فائدے کی چیزیں ہیں ان دنیاوی آسائشوں پر نظر نہ رکھو بلکہ سادگی اور قناعت اختیار کرو یہ زیادہ بہتر ہے اور اللہ کا قرب دلانے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”ایک بار حضرت عمرؓ آپؐ سے ملنے گئے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے... حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپؐ کی پُشتِ مبارک پر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپؐ نے پوچھا: اے عمر! تجھ کو کس چیز نے رُلایا؟۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعّم کے اسباب رکھیں اور اُن کے پاس ہر قسم کی چیزیں اور نعمتیں موجود ہوں اور آپ جو خدا تعالیٰ کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! مجھے دنیا سے کیا غرض؟ مَیں تو اس مسافر کی طرح گزارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو۔ ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں ستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 51)

اپنے جذبوں سے صداقت کو امر کرتا ہوا
اک مسافر تھا اجالوں میں سفر کرتا ہوا

سامعین! دشمنانِ اسلام آج بھی ان واقعات کو حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آقائے دوجہاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رِفعت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر گستاویل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے متعلق لکھتے ہیں:

(ترجمہ) ”محمدؐ نے اپنے لوگوں کے لئے ایک روشن نمونہ قائم کیا... آپؐ کا گھر آپؐ کا لباس اور آپؐ کی خوراک سادگی کا بے نظیر نمونہ تھی۔ سادگی اور بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ کبھی صحابہ سے اپنے لئے خصوصی عزت و توقیر کا تقاضا نہ کرتے... اکثر و بیشتر آپؐ بازار میں بذات خود سودا سلف خریدتے ہوئے دکھائی دیتے۔ اسی طرح اپنے کپڑوں کی مرمت کرتے ہوئے نظر آتے۔“

(گستاویل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس دَورِ آخرین میں پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی و قناعت کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزاری۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کھانے کے متعلق مَیں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کر سکتا ہے۔ اس امتحان کے لئے چھ ماہ تک مَیں نے کچھ نہ کھایا۔ کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھالیا اور چھ ماہ کے بعد مَیں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جاسکتی ہے۔ اس اثناء میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفاء منظور تھا۔ اس اخفاء کی تدابیر کے لئے جو زحمت اٹھانی پڑتی تھی۔ شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہو گی۔ مَیں وہ دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ مَیں کچھ نہیں کھایا کرتا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 302۔303)

ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے والد صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔”مَیں کوئی نوکری کرنی نہیں چاہتا ہوں۔ دو جوڑے کھدر کے کپڑوں کے بنادیا کرو اور روٹی جیسی بھی ہو بھیج دیا کرو۔“

(حیاۃ النبی مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ جلد اول نمبر 3 صفحہ 185)

پیارے دوستو! اگر ہم صحت مند زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور معاشی و معاشرتی مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر حالت میں قناعت اور سادگی کو اختیار کرنا ہو گا۔ سادگی وہ وصف ہے جو ملکی تعمیر و ترقی میں خصوصی کردار ادا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اپنے اندر انسان کی شخصیت کی تعمیر کی صلاحیت رکھتی ہیں انسانی شخصیت کی تعمیر کرنے اور اس میں حُسنِ اخلاق کے جوہر کی آبیاری کرنے کے لئے سادگی و قناعت کی تعلیم کو شعار بنانا ضروری ہے۔

قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی پانے کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ یہ ہے کہ ہم اِن روشن اسلامی تعلیمات و اخلاقیات کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنائیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اعمال میں جان اور زندگی پیدا ہو، اُن میں نور چھلکے اور زینت ظاہر ہو تو ضروری ہے کہ ہم اسلامی تعلیم کی حکمت کو سمجھ کر اِس پر عمل پیرا ہوں، تقویٰ کی راہوں پر قدم ماریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”دنیا اور اس کے فوائد اور اس کی سہولتیں چند روزہ ہیں۔ اپنے انجام کی ہمیں فکر کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم کس طرح حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ جماعت کو مَیں اکثر توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ ہمیں اپنے اخلاقی معیار بلند کرنے چاہئیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 اکتوبر 2014ء)

پھر فرمایا۔

”ایک حقیقی مؤمن وہی ہے جو انتہائی عاجز ہے اور یہ عاجزی اُسے تقویٰ پر قائم کرتی ہے اور جن دلوں میں تقویٰ ہو وہ اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ معاشرے کے امن کو قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔“

(خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء)

خدا کرے کہ ہم سادگی اور قناعت کے وصف کو اپنا کر اپنی زندگی کو سنوارنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)